THE NEED FOR RECONCILIATION AND ITS UTILITY IN CONTEMPORARY TIMES

صلح کی ضرورت واہمیت اور عصرِ حاضر میں اس کی افادیت

* مشتاق احمد بادینی اسکالر ایم فل علوم اسلامیہ جامعہ بلوچستان کوئٹہ۔

** طاہرہ فردوس لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ بلوچستان، کوئٹہ۔

Abstract: Islam is the religion of peace. Over billions of people around the world are followers of Islam. There can be no greater argument supporting Islam as a religion of peace than the name of the religion itself. 'Islam' literally means peace, therefore, it seems quite unnatural that a religion that names itself peace can teach or preach something that is violent or full of aggression. Allah Almighty in Quran has encouraged the establishment of peace and has told the followers of Islam to be moderate in their behavior and adopt the qualities of kindness, love, and respect for others. There are so many Hadith on the importance of peace in Islam that we will discuss in this article. The root of the word Islam is "silm", refers to "making peace", being in a mutually peaceful environment, finding peace, reaching salvation and well-being or being far from danger, attaining goodness, comfort and favor, keeping away from troubles and disasters, submitting the self and obeying, respect, being far from wrong. Islam is a peaceful religion. It stands for peace and desires peace. The basis of Islam is peace. Islam wants peace for its followers and all the other residents of the world. A true Muslim is the one who truly follows Islam, someone who is at perfect peace, with himself and with others. As our beloved Prophet Muhammad (ﷺ) said, mentioned in the Hadith collections of Tirmidhi and Nasai: "A true believer (mumin) is he from whom people's lives and wealth are safe." Allah wants a Muslim to live in a safe and peaceful environment and to make efforts for the spread and continuity of peace in society for him and for all others. Muslims should respect others and try to maintain peace and should follow the straight path. Our beloved Prophet Muhammad (ﷺ) was sent as nothing but mercy to all the mankind. If the bringer of a religion is nothing but mercy and in His Brought Truth, there is no compulsion then the impression that Islam promotes violence seems illogical. Thus, Islam in its true preaching is nothing but peace.

Keywords: *Reconciliation, Need of Reconciliation, Reconciliation in the modern world.*

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے جو اعمال محبوب اور جو کام پسند ہیں، ان میں سے ایک " صلح و مصالحت " ہے۔ ادیان عالم میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر مکمل رہنمائی فرماتا ہے، ذاتی و انفرادی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے اجتماعی زندگی کی تمام پیچیدگیوں اور الجھنوں کو سلجھاتا ہے، اس کا موئثر اور آسان حل بھی پیش کرتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس کا فائدہ محض فانی دنیا تک محدود نہیں رکھتا، بلکہ ہمیشہ کی کامیابی و کامرانی کے حصول تک مقرر کرتا ہے۔

چونکہ ہر انسان کا مزاج اور طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، اس لیے اکھٹے رہن سہن، لین دین، اور باہمی معاملات و

تعلقات میں بسا اوقات دوسرے کی خلاف مزاج باتوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے نفرت وعداوت، قطع کلامی و قطعی تعلقی، دشمنی ولڑائی، جھگڑے، جنگ وجدال، خون خرابے، اور قتل وغارت تک جا پہنچتی ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرہ کا امن غارت ہو جاتا ہے، اور فساد شروع ہو جاتا ہے، انسانی نظام زندگی تباہ ہو کر رہ جاتا ہے حتیٰ کہ خاندانوں کے خاندان اس کے بھینٹ چڑ کر اجڑ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس جہانِ رنگ وبو میں فتنہ وفساد کو پسند نہیں فرماتے ہیں، چنانچہ ارشاد ربانی ہے : ﴿وَلاَ تُفْسِدُواْ فِيْ الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا﴾[1] ''اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو۔''

ایک اور مقام میں ہے : ﴿......وَلاَ تُفْسِدُواْ فِيْ الأَرْضِ بَعْدَإِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَ﴾[2] ''اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو۔ لوگو! یہی طریقہ تمہارے لیے بھلائی کا ہے، اگر تم میری بات مان لو۔''

ایک اور آیت کریمہ میں فتنہ وفساد پھیلانے والوں سے اپنی نفرت کا اظہار یوں فرمایا ہے : ﴿ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِيْ الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾[3] ''اور زمین خدا میں فساد نہ ڈھونڈنا، تحقیق اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔''

فتنہ وفساد تب رونما ہوتا ہے جب آپس میں دوریاں واقع ہوں اور ان کے ازالے کے لیے سنجیدہ کوشش وسعی نہ کی جائے تو مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مزید گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہیں جو بالآخر قتل وخون ریزی، عصمت دری جیسے شنیع وقبیح امور پر منتج ہو جاتی ہیں۔ اسلام جو کہ ادیان سماویہ کی آخری کڑی ہے، نے فتنہ وفساد کی بیخ کنی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھا ہے اور اس کے لیے ترغیباً و ترہیباً ہر پہلو کو اختیار کیا ہے۔ فتنہ وفساد اور ظلم وزیادتی کے ختم کرنے کا ایک طریقہ '' عدالتی'' ہے جس میں عدالت کے ذریعہ معاشرہ میں پائے جانے والے فتنہ وفساد اور جور وعُدوان کی قلع قمع کی جاتی ہے اور دوسرا طریقہ '' مصالحت وثالثی '' ہے جس میں معاشرہ کے بااثر طبقہ چاہے وہ امیر وکبیر ہوں یا علمائ وصلحائ، کے ذریعہ باشندگان ملک میں پائی جانے والی دوریوں کو اور خلیج کو پاٹا جاتا ہے

غور کیا جائے تو واضح ہو گا کہ یہ دوسرا طریقہ '' مصالحت وثالثی'' پہلے طریقے '' عدالتی'' سے کئی گنا افضل و بہتر ہے اور اس کے اثرات زود اثر اور دیر پا ہیں، اس لیے اسلام جو کہ دین فطرت ہے، نے مصالحت وثالثی کو مشروع کیا ہے تاکہ معاشرہ میں پائی جانے والی دوریاں کی وسیع خلیج کو پاٹا جاسکے اور منافرت کو مودت سے تبدیل کیا جاسکے۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے[4] اور اس کی کوشش رہتی ہے کہ انسانوں کے مابین نفرت ودشمنی کا بیج بوئے اور ان کو باہم جنگ وجدل میں برسرپیکار رکھے۔[5]

جب دو مسلمانوں میں نفرت پھوٹ پڑے تو اولاً ان کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ خود آپس میں صلح صفائی کر لیں، معاملہ کو مزید

آگے بڑھنے نہ دیں کیونکہ ایک مسلمان سے تین دن سے زیادہ ناراض ہونا شرعاً درست نہیں ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے " : لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث ، فمن ھجر فوق ثلاث فمات دخل النار"۔(6)

"کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔ جس شخص نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھااور (اس دوران) مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ مسلمان سے قطع تعلقی رکھنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے" : عن ابی خراش السلمی ؓ انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول: من ھجر اخاہ سنۃ ، فھو کسفک دمہ"۔(7)

"حضرت ابو خراش سلمیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے (ناراضگی کی وجہ سے) اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک ملنا جلنا چھوڑے رکھا، گویا اس نے اس کا خون کیا (یعنی سال بھر قطع تعلقی کا گناہ اور ناحق قتل کرنے کا گناہ قریب قریب ہیں)"

لہذا ہر مسلمان کا فرضِ منصبی ہے کہ وہ ایسی صورت میں قطع تعلقی کو ختم کرنے کے لیے خود پہل کرے۔ کیونکہ حدیث کریم میں پہل کرنے والے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے،

چنانچہ ایک حدیث میں ہے" :لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فو ق ثلاث لیال ، یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا، وخیرھما الذی یبدأ بالسلام "(8)"کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین رات سے زیادہ اس طرح قطع تعلقی رکھے کہ دونوں ملیں تو یہ ادھر کو منہ پھیرے اور وہ اُدھر کو منہ پھیرے اور دونوں میں افضل وہ ہے جو قطع تعلقی کو ختم کرنے کے لیے سلام علیک سلیک میں پہل کرے۔"

اگر وہ خود آپس میں صلح نہ کرلیں تو ثانیاً پوری امت محمدی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان میں صلح کے لیے کوششیں کریں اور ایسی صورت میں خاموش بن کر نہ بیٹھیں، بلکہ ان میں لگ ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ہر شخص اپنے بساط کے مطابق تگ ودو کرے۔ اسلام میں مصالحت وثالثی کو بہت بڑی فضیلت واہمیت حاصل ہے اور اس میں اس کی ترغیب کئی پیرایوں میں دی گئی ہے۔ ذیل میں ہم نکات کی شکل میں ان کو بیان کرتے ہیں :

1۔ صلح بہتر ہے

قرآن کریم میں ایک مقام پر " صلح" کے لیے اسم تفضیل کا صیغہ استعمال ہوا ہے : ﴿وَالصُّلْحُ خيرٌ﴾(9)"یعنی: صلح دیگر طرق وذرائع سے بہتر واولی ہے۔"

اور یہ معلوم ہے کہ عربی زبان میں اسم تفضیل کا صیغہ غیر کی بنسبت افضیلت کے لیے آتا ہے تو معلوم ہوا کہ صلح کا نظام دوسرے نظاموں سے بہتر وافضل ہے۔ قرآن مجید میں بصیغہ امر " صلح" کا حکم دیا گیا ہے: ﴿اِنَّمَاالْمُؤْمِنُونَ اِخْوَۃٌ فَأَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ﴾ "مؤمن توآپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیو! میں صلح کرایا کرو۔"

ایک اور مقام میں ہے :﴿وإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَیْنَہُمَا فإِن بَغَتْ إِحْدَاہُمَا عَلَی الْأُخْرَی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتَّی تَفِیْئَ إِلی أمر اللہ فإِن فَائت فَأَصْلِحُوا بَیْنَہُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ﴾(11)

"اگر مؤمنوں کی دو جماعتوں میں لڑائی ہو جائے تو ان میں صلح کرادو، اگر ان میں سے ایک دوسری پر تجاوز کرے تو جو جماعت تجاوز کرے، اس سے لڑو یہاں تک اللہ کے امر کے آگے جھکے، اگر جھکے تو ان میں عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرادو، انصاف کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتے ہیں۔"

ایک اورآیت کریمہ میں ہے :﴿یَسْأَلُونَکَ عَنِ الأَنفَالِ قُلِ الأَنفَالُ لِلّہِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُواْ اللّہَ وَأَصْلِحُواْ ذَاتَ بِیْنِکُمْ وَأَطِیْعُواْ اللّہَ وَرَسُولَہُ ان کُنتُم مُّؤْمِنِیْنَ﴾(12)(اے پیغمبر ﷺ)لوگ آپ سے مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ مالِ غنیمت(کے بارے میں فیصلے)کااختیار اللہ اور رسول کو حاصل ہے، لہذا تم اللہ سے ڈرو اور آپس کے تعلقات درست کرلو اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر واقعی تم مؤمن ہو۔

اور اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ امر مطلق عن القرائن وجوب ہی کے لیے ہے تو معلوم ہوا کہ مسلمان بھائیوں کے مابین صلح کرانالازم وضروری ہے۔(13)

2۔ صلح کرانا صدقہ ہے

لوگوں میں صلح کرانا ایک قسم کا صدقہ ہے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے " :کل سلامی من الناس علیہ صدقۃ، کل یوم تطلع فیہ الشمس یعدل بین الاثنین صدقۃ"۔(14)"انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ ہے، جب سورج طلوع ہوتا ہے، دو انسانوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرانا صدقہ ہے۔"

قرآن کریم میں ہے :﴿لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّن نَّجْوَاہُمْ الاَّ مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَۃٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْاصْلاَحٍ بَیْنَ النَّاسِ وَمَن یَفْعَلْ ذَلِکَ ابْتَغَاءَ مَرْضَاتِ اللہ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ أَجْراً عَظِیْماً﴾(15)

"لوگوں کی بہت سی خفیہ سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی اِلا یہ کہ کوئی شخص صدقے کا یا کسی نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے۔ اور جو شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے گا ہم اس کو زبردست ثواب عطائ کریں گے۔"

3۔ صلح افضل ترین صدقہ ہے

صلح کرانا نہ صرف ایک قسم کا صدقہ ہے، بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ" افضل ترین صدقہ" ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّمَ: اِنَّ اَفْضَلَ الصَّدَقَةِ اِصْلاَحُ ذَاتِ الْبَيْنِ"۔[16] "عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" سب سے افضل صدقہ آپس میں صلح کرانا ہے۔"

4۔ صلح نفلی نماز، نفلی روزہ اور نفلی صدقہ سے افضل ہے

صلح نہ صرف افضل ترین صدقہ ہے، بلکہ اس کا درجہ روزہ، نماز اور صدقہ سے بھی بڑھ کر ہے۔" الا اخبركم بافضل من درجة الصيام والقيام والصدقة والصلاة؟ قالوا: بلى يا رسول الله، قال: اصلاح ذات البين، وان فساد ذات البين هى الحالقة"[17] "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتادوں جس کے ثواب کا درجہ روزے، نماز اور صدقہ کے ثواب سے زیادہ ہے ؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمائیے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں دشمنی رکھنے والے دو اشخاص کے مابین صلح کرانا۔ دو آدمیوں میں فساد ڈالنا ایک ایسی خصلت وعادت ہے جو مونڈنے والی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ سر کے بالوں کو نہیں مونڈتی، بلکہ انسان کے دین کو مونڈ ڈالتی ہے۔[18]

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں " : حدیث پاک میں صلح کرانے کو جو روزہ، صدقہ اور نماز سے افضل کہا گیا ہے، یہاں فرض نماز، فرض روزہ اور فرض صدقہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد نفلی روزہ، نفلی نماز اور نفلی صدقہ ہیں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ ویسے تو یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقی مراد کیا ہے ؟ ؛ لیکن اگر دو فریقوں کے درمیان پائی جانے والی دشمنی وعداوت کو ختم کرانا اور دونوں کے درمیان صلح صفائی کرانا مذکورہ فرض عبادات سے بھی افضل ہو تو بجا ہے، کیونکہ اول تو وہ عبادات ایسی ہیں کہ اگر قضائی ہو جائیں تو ان کی قضائی کی وجہ سے ان کا تدارک ممکن ہے، جب عداوت ودشمنی کے نتیجے میں ہلاک وبرباد ہونے والی جانوں کے ضیاع کا تدارک ممکن نہیں، دوسرے یہ کہ ان عبادات کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، اور مذکورہ ہلاکت وتباہی کا تعلق حقوق العباد سے ہے، حقوق اللہ کے مقابلے میں حقوق العباد کی اہمیت زیادہ ہے۔ اس تفصیل کی روشنی میں یہ کہنا زیادہ موزون ہے کہ اس عمل (صلح) کی جنس، ان عبادات کی جنس سے افضل ہے۔[19]

البشیر والنذیر میں ہے " : اور مولانا محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہر قسم کی قومی اور ملکی بہبودی جو کہ متعدی نفع ہے، چونکہ باہمی اتفاق پر موقوف ہے، لہذا عبادات کے لازمی نفع سے مقدم ہے...... "۔[20]

ایک اور روایت میں ہے ”ما عمل ابن آدم شیئا افضل من الصلاۃ ، وصلاح ذات البین ، وخلق حسن“[21] ”ابن آدم کے افعال میں سے افضل ترین عمل نماز، صلح کرانا اور اچھا اخلاق ہے۔“

5۔ صلح اللہ اور اس کے رسول کا پسندیدہ عمل ہے

صلح وہ عمل ہے جس سے اللہ اور اس کے حبیب راضی ہوتے ہیں، چنانچہ مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے فرمایا” :یا ابا ایوب الا ادلک علی عمل یرضاہ اللہ ورسولہ ؟ قال : بلی قال : تصلح بین الناس اذا تفاسدوا وتقارب بینھم اذا تباعدوا “[22]

”اے ابوایوب! کیا میں آپ کو کوئی ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی ہوتے ہیں؟ ابوایوب نے کہا ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگوں میں فساد پھوٹ پڑے تو ان میں صلح کرادینا، جب ان میں دوریاں واقع ہونے لگیں تو ان میں قربتیں اور نزدیکی پیدا کرانا۔“

نہ صرف پسندیدہ عمل ہے، بلکہ امام اوزاعیؒ کے بقول ” اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل ہے”: قال الاوزاعی: ما خطوۃ احب الی اللہ عز وجل من خطوۃ فی اصلاح ذات البین“[23] ”اللہ کے ہاں اس قدم سے بڑھ کوئی قدم نہیں ہے جو قدم لوگوں میں صلح کرانے کے لیے اٹھے۔“

6۔ صلح کرانے والے کو لیلۃ القدر پانے والے کی بقدر ثواب ملتا ہے

حدیث مبارکہ ہے” : وَمَنْ مَشَىٰ فِی صُلْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ حَتَّى يَرْجِعَ ، وَأُعْطِيَ اَجْرَ ليلۃ القدر ، وَمَنْ مَشَى فی قَطِيعَۃ بَيْنَ اثْنَيْنِ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْوِزْرِ بِقَدْرِ مَا أُعْطِيَ مَنْ اَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ مِنَ الاَجْرِ ، وَوَجَبَتْ عَلَيْهِ اللَّعْنَۃُ حَتَّى يَدْخُلَ جَهَنَّمَ ، فَيُضَاعَفُ عَلَيْهِ الْعَذَابُ“[24]

”جو شخص دو اشخاص میں صلح کرانے کے لیے نکلے، اس کے لیے اس وقت تک فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ واپس آجائے۔ اور اس کو لیلۃ القدر کی بقدر ثواب دیا جاتا ہے۔ جو شخص لوگوں میں قطع تعلقی کے لیے محنت کرے، اس کو اتنا گناہ ملتا ہے، جتنا ثواب صلح کرانے والے کو ملتا ہے، اس پر جہنم داخل ہونے تک لعنت و پھٹکار اترتی رہے گی اور اس کا عذاب دوچند کیا جائے گا۔“

7۔ صلح کرانے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ لوگوں کے مابین صلح کرانے والا اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے ، چنانچہ ” مداراۃ الناس “ میں ہے :”عن محمد بن کعب القرظی۔ رضی اللہ عنہ ۔ قال: من اصلح بین قوم فھو کالمجاھد فی سبیل اللہ “[25] ”محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے کہ لوگوں کے مابین صلح کرانے والا راہِ خدا میں

جہاد کرنے والے کی طرح ہے یعنی جس طرح مجاہد اللہ کی زمین کو کفار کی نجاستوں سے پاک کرنے کی سعی کرتا ہے، بالکل اسی طرح صلح کرانے والا بھی زمین کو فتنہ وفساد کی آلائشوں سے پاک وصاف کرنے میں لگا رہتا ہے۔"

8۔ صلح کرانا غلام آزاد کرنے کی مانند ہے

ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں کے مابین صلح کرانا غلام آزاد کرنے کے مترادف ہے " : من اصلح بین الناس اصلح اللہ امرہ واعطاہ بکل کلمۃ تکلم بھا عتق رقبۃ ورجع مغفورًا لہ مَا تقدم من ذنبہ ، رواہ الاصبھانی وھو حدیث غریب جدًا"[26]

"جو شخص لوگوں میں صلح کرائے، اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ درست فرمائیں گے اور اس کو ہر کلمہ کے عوض ایک غلام آزاد کرنے کا اجر دیں گے ، اور وہ شخص اس حال میں واپس لوٹے گا کہ اس کے سابقہ گناہ معاف ہوں گے۔ اس کو علامہ اصبہانی نے روایت کی ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔"

9۔ صلح کرانا جہنم سے خلاصی کا ذریعہ ہے

امام اوزاعیؒ کا قول ہے کہ لوگوں میں صلح کرانا جہنم کی آگ سے خلاصی کا باعث ہے، چنانچہ " تفسیر قرطبیؒ" میں ہے " : قال الاوزاعی: ومن اصلح بین اثنین ،کتب اللہ لہ براءۃ من النار"[27] "جو شخص دو آدمیوں میں صلح کرادے، اللہ اس کے لیے جہنم سے خلاصی کا پروانہ لکھ دیتے ہیں۔"

10۔ صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے

صلح کرانے کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا جو کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے، بھی جائز ہے، چنانچہ ام کلثومؓ سے مروی ہے : وعن ام کلثوم - رضی اللہ عنھا - قالت: سمعت رسول اللہ یقول: لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس، فینمی خیرًا او یقول خیرًا"[28]

"ام کلثومؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں ایک فریق کی طرف دوسرے فریق کو خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور اچھا اثر ڈالنے والی اچھی باتیں کرے۔"

مسلم شریف کی روایت میں ہے : "قال ابن شھاب: ولم اسمعہ یرخص فی شیئ مما یقول الناس کذب الا فی ثلاث: الحرب، والاصلاح بین الناس، وحدیث الرجل امراتہ وحدیث المراۃ زوجھا"[29] "ابن شہاب نے فرمایا کہ آپ ﷺ سوائے ان تین کے باقی باتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتے تھے : (1) لڑائی میں (2) صلح کرانے کے لیے اور (3) شوہر کا بیوی کو اور بیوی کا شوہر کو خوش کرنے کے لیے۔"

ابن بابویہؒ فرماتے ہیں : ''ان الله احب الکذب فی الاصلاح، وابغض الصدق فی الافساد ''[30]
''اللہ تعالیٰ نے صلح کرانے کے لیے جھوٹ کو مباح قرار دیا ہے اور فساد ڈالنے کے لیے سچ کو ناپسند کیا ہے۔''

اسی کو شیخ سعدیؒ نے فارسی میں اس طرح بیان کیا ہےدروغ مصلحت آمیز بہہ از راستی فتنہ انگیز ''[31] ایسا جھوٹ جس کے ذریعہ دو مسلمانوں کے درمیان مصالحت مقصود ہو،اس سچ سے بہتر ہے جس سچ سے فتنہ پیدا ہو۔''

واضح رہے کہ صلح کرانے میں جس جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے،اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی گول مول بات(توریہ) کی جائے جس کا ظاہری مفہوم تو واقعہ کے خلاف ہو، لیکن دل میں ایسا معنی مراد لیا جائے جو واقعہ کے مطابق ہے۔[32]

صلح کی اسی اہمیت وافادیت کی وجہ سے آپ ﷺ صلح کی ترغیت دیتے تھے اور صلح کے لیے تشریف لے جاتے تھے، چنانچہ جب آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ اہل قباء میں اختلاف ہو گیا ہے اور وہ ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو گئے ہیں تو آپ ﷺ اپنے اصحاب کو لیکر ان کے ہاں تشریف لے گئے یہاں تک کو جماعت میں تاخیر ہو گئی، لیکن آپ ﷺ اس تاخیر کو برداشت کیا،ان میں اختلاف و تفرقہ کو برداشت نہیں کیا: ''عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ :اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ''[33] ''سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ اہل قبائ میں لڑائی ہوئی ہے ،انہوں نے یک دوسرے کو پتھروں سے مارا ہے ،آپ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چلو ان کے درمیان صلح کراتے ہیں۔''

شرح اربعین نوویہ میں ہے: ''قال انس:''من اصلح بین اثنین اعطاه الله بکل کلمۃ عتق رقبۃ،وقال ابو امامۃ: امش میلاً وعد مریضاً ، وامش میلین وزر اخاً فی الله ، وامش ثلاثۃ امیال واصلح بین اثنین ''۔وقال بعض العلماء: من اراد فضل العابدین فلیصلح بین الناس ، ولا یوقع بینهم العداوة والبغضاء'' [34] ''جو دو افراد میں صلح کرائے،اللہ تعالیٰ اس کو ہر کلمہ کے مقابلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عنایت فرمائیں گے۔ابوامامہ فرماتے ہیں کہ مریض کی عیادت کے لیے ایک میل دور چل، بھائی کی ملاقات کے لیے دو میل مسافت سفر کرنے کی زحمت برداشت کر،لوگوں میں صلح کرانے کے لیے تین میل کے سفر کی مشقت برداشت کر(یعنی صلح کی اہمیت ان سے زیادہ ہے)۔بعض علماء کا قول ہے کہ جو شخص عابدین(عبادت گزار بندوں) کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ لوگوں میں صلح کرائے،ان میں بغض وعداوت نہ ڈالے(یعنی اس طرح کرنے سے وہ عابدین کے درجہ کو پاسکے گا)

جب مسلمانوں میں عداوت ودشمنی پیدا ہو جائے تو دوسروں کو خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھنا چاہیے، بلکہ ان میں صلح کرانے کی تگ ودود کرنی چاہیے۔عداوت ودشمنی کی صورت میں خاموش تماشائی بننے کو'' اقوام سابقہ '' کی بیماری کہا گیا ہے: '' یقول: سمعت رسول الله صلی الله علیہ و سلم یقول: انہ سیصیب امتی داۂ الامم قالوا: یا نبی الله

وما داءُ الامم ؟ قال : الاشر والبطر والتكاثر والتناجش فی الدنيا والتباغض والتحاسد حتى يكون البغى ثم يكون الهرج"۔[35] "ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ میری امت کو بھی سابقہ امتوں کی بیماری لگ جائے گی، لوگوں نے کہا کہ سابقہ امتوں کی بیماری کیا ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا: کفران نعمت (ناشکری) تکبر، مال کو کثیر مقدار میں جمع کرنا، دنیا میں رغبت، بغض وحسد یہاں تک کہ حد سے بڑھ جائے گا پھر ہرج نمودار ہوگا۔"

11۔ صلح نہ کرنے والے کی بخشش ومغفرت نہیں ہوتی ہے

ایک حدیث میں ہے کہ ایک دوسرے سے بغض وعناد رکھنے والے کی بخشش نہیں ہوتی ہے: "عن ابی ہریرةؓ ان النبی صلی الله علیہ و سلم کان یصوم الاثنین والخمیس فقیل یا رسول الله انک تصوم الاثنین والخمیس فقال: ان یوم الاثنین والخمیس یغفر الله فیہ ما لکل مسلم الا متهاجرین ۔ یقول: دعهما حتى يصطلحا"[36] "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ پیر اور جمعرات کو کیوں روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی بخشش فرماتے ہیں سوائے ان کے جو آپس میں ناراض ہیں۔ فرماتے ہیں ان کو چھوڑ دیں تاکہ آپس میں صلح کرلیں۔"

ان احادیث طیبہ اور اقوال سلف سے معلوم ہوا کہ "مصالحت وثالثی" باہمی کینہ وحسد، ذاتی دشمنیوں کے ازالہ کا باعث ہے اور زود اثر اور دیرپا فوائد کا حامل ہے، اس لیے فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں میں صلح کرانا مستحب ومندوب اور مستحسن ومحمود عمل ہے اور حکام وقت کو مسلمانوں کو صلح کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت عمر فاروقؓ جیسے زیرک حکمران فرماتے تھے کہ : "ردوالخصوم حتى يصطلحوا فان فعل القضاء يحدث بين القوم الضغائن"[37] "خصوم (نزاع کرنے والوں) کو واپس کردو تاکہ وہ آپس میں صلح کرلیا کریں کیونکہ فیصلہ سے ان میں کینہ پیدا ہوتا ہے (جو کسی بھی وقت شعلہ جوالہ بن کر نکلے گا اور معاشرہ کے امن وامان کو بھسم کرکے رکھ دے گا)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کا ایک اور فرمان ہے: " ردواالخصوم اذا كانت بينهم قرابة فان فصل القضاء يورث بينهن الشنأن"[37] "نزاع کرنے والے جب رشتہ دار ہوں تو ان میں فیصلہ کیے بغیر ان کو چھوڑ دو (شاید وہ صلح کرنے پار ضامند ہوجائیں) کیونکہ فیصلہ کرنے سے ان میں دشمنیاں جنم لیں گی (جو کسی بھی قیمت پر معاشرہ کے لیے مفید ونافع نہیں)"

اس لیے فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اگر فریقین میں صلح کرنے کی امید ہو تو فیصلہ میں تاخیر کی گنجائش ہے۔ علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں :"وَفِي الْأَشْبَاهِ:لَا يَجُوزُ لِلْقَاضِي تَأْخِيرُ الْحُكْمِ بَعْدَ وُجُودِ شَرَائِطِهِ اِلَّا فِي ثَلَاثٍ: لِرِيبَةٍ ، وَلِرَجَاءِ صُلْحِ

اَقَارِبَ وَاِذَا اسْتَمْهَلَ الْمُدَّعِیَ"۔[38] "الاشباہ والنظائر میں ہے کہ شرائط کے پائے جانے کے بعد قاضی کے لیے فیصلہ میں تاخیر کرنا ناجائز ہے، مگر تین جگہیں ایسی ہیں کہ ان میں تاخیر جائز ہے: (۱) شک وشبہ کی صورت میں (2) عزیز واقارب میں صلح کی امید کے
پیش نظر (3) مدعی جب مہلت مانگنے کی استدعا کرے۔"

الغرض مسلمانوں کے مابین صلح کرانا بہت فضیلت والا عمل ہے۔ مکارم اخلاق جتنے بھی ہیں، اگر ان کا خلاصہ، نچوڑ اور لب لباب نکالا جائے تو وہ یہ دو ہوں گے: (1) اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم اور (2) لوگوں میں صلح کرانا۔ چنانچہ " موارد الزمان" میں ہے: "ان المکارم کلها لو حصلت رجعت جملتها الی شیئین تعظیم امر الله جل جلاله والسعی فی اصلاح ذات البین"[38] "مکارم اخلاق کی بنیادیں دو چیزیں ہیں (1) اللہ کی تعظیم و تکریم اور (2) لوگوں میں صلح کرانے کے لیے سعی و کوشش کرنا۔"

صلح کے فوئد و برکات

صلح کے اتنی فضیلت واہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے کئی فوائد و برکات بھی ہیں جن میں سے چند چیدہ چیدہ فوائد و برکات یہ ہیں:

1) صلح سے فریقین میں نفرت کی جگہ محبت پیدا ہوتی ہے۔
2) نزاع کے درخت کے تناور ہونے سے پہلے جڑ کٹتی ہے۔
3) صلح کے بدولت فریقین میں خون ریزی کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔
4) کیس و کیس کشی کے خرچوں سے حفاظت ہوتی ہے۔
5) خصومت و نفرت کی وجہ سے جن حقائق کا انکار کرنا ہی پکڑتا ہے، ان سے حفاظت ہوتی ہے۔
6) حقوق تلفی سے بچا جا سکتا ہے جس سے باہم نفرت کرنے والے بہت ہی کم بچتے ہیں۔
7) دلوں میں مصالح صلح کنندہ کے لیے محبت والفت کے جذبات ابھرتے ہیں۔
8) صلح کرانے اور صلح کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت نزول ہوتی ہے۔

9) وقت کا ضیاع نہیں ہوتا ہے۔[39]

آداب مصلح (صلح کنندہ)

صلح کے بارآور ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مصلح (صلح کنندہ) ان آداب سے متصف ہو:

1۔ مصلح کی نیت درست ہو، اپنے اس عمل سے اللہ کی خوشنودی کا قصد کرے، جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿ومن یفعل ذلک ابتغائ مرضات الله فسوف نؤتیه اجراً عظیماً﴾[40] "اور جو شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے گا ہم اس کو زبردست ثواب عطا کریں گے۔"

2۔ صلح کراتے وقت عدل وانصاف سے کام لے لے، ظلم وزیادتی سے بچا رہے۔ ﴿فاصلحوا بینهما بالعدل واقسطوا ان الله یحب المقسطین﴾[41] "توان میں عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرادو، انصاف کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتے ہیں۔"

3۔ صلح کرانے کے لیے ضروری ہے کہ حالات کا بخوبی جائزہ لے، ہر ایک کی بات غور سے سنے، اگر ضرورت پڑے تو علماء وصلحاء سے مشاورت سے بھی نہ ہچکچائے۔

4۔ صلح کراتے وقت جلد بازی نہ کرے، کیونکہ جلد بازی سے معاملہ مزید بگڑ جاتا ہے۔

5۔ صلح کے لیے مناسب وقت کا انتظار کرے۔ جھگڑا ہوتے ہی صلح کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ مناسب وقت کا انتظار کرنا چاہیے تاکہ ان کا جوش وجذبہ ٹھنڈا ہو جائے اور دماغ ٹھکانے پر آجائے۔

6۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ الفاظ کے استعمال میں خیال برتے، ان کو ان کی نیکیاں یاد دلائے اور باہم نفرت ودشمنی کی ہولناکیوں اور نقائص سے آگاہ کیا جائے یعنی ترغیب وترہیب کے ذریعہ اس کو صلح کرانے پر آمادہ کرے، مثلاً یہ حدیث بیان کرنا کہ " باہم نفرت ودشمنی انسان کے دین واخلاق کو تباہ وبرباد کر دیتی ہے، اور یہ کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض ہونا جائز نہیں ہے اور یہ کہ ان میں سے جو پہل کرے، وہ افضل ہے، وغیرہ وغیرہ۔[42]

حواشی وحوالہ جات

1. الاعراف 56:7۔
2. الاعراف 85:7۔
3. القصص 77:28۔

4. یوسف5:12۔
5. المائدہ91:5۔
6. السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، السنن: ۴/279، کتاب الادب، باب فیمن یھجرہ اخاہ المسلم، رقم حدیث: ۴۱۹۴۔ المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت.
7. ایضاً۔
8. النیشاپوری، مسلم بن حجاج، الصحیح: ۴/1984، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الھجر فوق ثلاث، رقم حدیث: 2560، دار احیاء التراث العربی۔
9. النساء128:4۔
10. الحجرات10:49۔
11. الحجرات9:49۔
12. الانفال1:8۔
13. الاخسیکثی، حسام الدین محمد بن محمد عمر، منتخب الحسامی. ص: ۷۴، فصل فی الامر. المکتبۃ البشریٰ، کراچی، سن اشاعت: 1436ھ۔
14. البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح: ۳/187، کتاب الصلح، باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینھم، رقم حدیث: 2707، دار طوق النجاۃ، مصر، الطبعۃ الاولیٰ: 1422ھ۔
15. النساء114:4۔
16. القضاعی، ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر. مسند الشھاب: ۲/244، رقم حدیث: 1281، باب افضل الصدقۃ اصلاح ذات البین، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۷ھ/1986ء۔
17. الترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسی بن سورۃ، السنن: ۴/244، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، باب نمبر: 56، رقم حدیث: 2509. دار الغرب الاسلامی بیروت، سنۃ النشر: 1998ء۔
18. ایضاً۔
19. الملا، علی بن سلطان القاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ۸/۳۵۱۳، باب ما ینھی عنہ من التھاجر، الفصل الثانی، رقم حدیث: ۵۰۳۰، الناشر: دار الفکر بیروت، الطبعۃ الاولی: ۲۰۰۲ء۔
20. مولانا، محمد عثمان، البشیر والنذیر اردو ترجمہ وشرح الترغیب والترھیب. ص: 428/4،، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، سن اشاعت: 2005ء۔
21. البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، شعب الایمان: 429/13، باب فی الاصلاح بین الناس اذا مرجوا، رقم حدیث: 10579، مکتبۃ الرشد، ریاض سعودیۃ، الطبعۃ الاولی: 1423ھ/2003ء۔

22. الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر: 257/۸، عبداللہ بن حفص، عن ابی امامۃ، رقم حدیث: 7999، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ، الطبعۃ الثانیۃ

23. القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن: 385/۵، تحت سورہ النسائ، آیت نمبر ۵۱۱، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، الطبعۃ الثانیۃ: 1384ھ۔

24. ابن ابی اسامۃ، ابو محمد الحارث بن محمد بن داھر المعروف بابن ابی سامۃ. بغیۃ الحارث عن زوائد مسند الحارث: 309/۱، باب فی خطبۃ قد کذبھا داؤد بن بن المحبر علی رسول اللہ ﷺ، رقم حدیث: 205، الناشر: مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الاولی: 1996ء۔

25. ابن ابی الدنیا، ابو بکر عبداللہ بن محمد المعروف بابن ابی الدنیا: . مداراۃ الناس، ص: 120، باب الاصلاح بین الناس، الناشر: دار ابن حزم، بیروت لبنان

26. الملا، علی بن سلطان القاری، مرقاۃ المفاتیح: 3154/۸، باب ما ینھی عنہ من التھاجر، الفصل الثانی، الناشر: دار الفکر بیروت، الطبعۃ الاولی: ۲۰۰۲ء۔

27. القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن: 385/۵، سورۃ النساء، تحت آیت نمبر: 115، الناشر: دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ، الطبعۃ الثانیۃ 1384ھ۔

28. البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح: 183/۳، کتاب الصلح، باب لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس، رقم حدیث: 2692. الناشر: دار طوق النجاۃ بیروت، لطبعۃ الاولی: 1422ھ۔

29. النیشاپوری، ابوالحسین مسلم بن الحجاج. الصحیح الجامع: 2011/۴، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب بیان تحریم الکذب وبیان ما یباح منھا، رقم حدیث: 2605، الناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت، سن اشاعت ندارد۔

30. محمد مسعد یاقوت، صنائع المعروف: ثلاثون بابا من ابواب الخیر. ص: 35. مصر: مکتبہ شاملہ سی ڈی، سن ندارد۔ الشیخ صالح وآخرون، نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ﷺ: ۲ /376، من الآثار واقوال العلمائ فی الاصلاح، الناشر: دار الوسیلۃ، جدہ: الطبعۃ الرابعۃ، سن ندارد۔

31. تاریخ سعدی، مصلح الدین شیرازی، گلستان، ص: 18. کراچی: دار الاشاعت، سن ندارد۔

32. ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم: 24/۷، الناشر: دار طیبۃ، الطبعۃ الثانیۃ: 1420ھ۔

33. البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح: ۱۸۱/۳، کتاب الصلح، باب قَوْلِ الْاِمَامِ لِاَصْحَابِہٖ اِذْھَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ بَیْنَھُمْ، رقم حدیث: 3926، الناشر: دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی: 1422ھ۔

34. اللھیمید، سلیمان بن محمد، شرح الاربعین النوویۃ. ص: ۷۷، الناشر: مکتبہ شاملہ سی ڈی (الا جزاء الحدیثیۃ)

35. ابن البیع، ابوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ، النیشابوری، المستدرک علی الصحیحین: 185/۴، رقم حدیث: ۷۱۳۷، واما حدیث عبداللہ بن عمرو، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ الطبعۃ الاولی: 1990ء۔

36. ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن: ۱/ 553، کتاب الصیام، باب صیام یوم الاثنین، رقم حدیث: 1740. دار احیاء الکتب العلمیۃ، بیروت، سن ندارد۔

37. ابن القیم الجوزیہ ، محمد بن ابو بکر بن ایوب ، اعلام الموقعین : ا/ 84 ، فصل الصلح بین المسلمین ،الناشر : دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۔ الطبعۃ الاولیٰ: 1411ھ۔

38. الحصکفی ، علاؤ الدین محمد بن علی ، الدر المختار مع رد المحتار : ۵/423،کتاب القضاء ،مطلب: طاعۃ الامام واجبۃ ،الناشر: دار الفکر ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ:1412ھ۔

39. السلمان، عبدالعزیز بن محمد بن عبدالمحسن: موارد الزمان لدروس الزمان :۳/551، العدل و مایعتبر للعدالۃ، مکتبہ شاملہ سی ڈی، الطبعۃ: الثلاثون: 1424ھ۔

40. شحاتۃ محمد صقر،دلیل الواعظ الی ادلۃ المواعظ، ص:290،289، فضل الصلح وآداب المصلح،الناشر: دار الفرقان للتراث،البحیرۃ (مصر) شاملہ سی ڈی۔

41. النساء4:114۔

42. الحجرات9:49۔

43. جماعۃ من العلماء، فصل الاصلاح بین الناس: ا/ا مکتبہ شاملہ سی ڈی، سن ندارد۔